جوی مولیان اور قصیدۂ رودکی

ڈاکٹر محمد امیر الدین صدیقی لکچرر اسلامک اسٹڈیز مسلم یونیورسٹی۔علی گڑھ

نظامی عروضی سمرقندی کے چہار مقالہ[1] میں ایک حکایت نصر ابن احمد سامانی[2] (۳۰۱ھ-۳۳۱ھ) کی بابت ہے۔ اس کا خلاصہ[3] یہ ہے کہ ایک بار امیر نصر چار سال تک متواتر بارغیس[4] (ہرات) میں مقیم رہا۔ اس کے لشکری پریشان ہوگئے اور اپنے وطن اور خاندان سے اتنے طویل عرصے کی جدائی ان کے لیے بڑی شاق گزر رہی تھی، مگر

---

[1] چہار مقالہ تصنیف ۵۵۱ھ۔

[2] نصر ابن احمد سامانی دور کا تیسرا جلیل القدر فرمانروا تھا، اس کے دور کے دو وزیر ایرانی تاریخ میں غیر معمولی اہمیت کے حامل ہیں ایک ابوعبداللہ محمد بن نصر جیہانی اور دوسرا ابوالفضل بلعمی۔

[3] یہ چہار مقالہ کے مقالہ دوم کی دوسری حکایت ہے، دیکھئے چہار مقالہ طبع محمد معین ص ۴۹ تا ۵۴۔

[4] بارغیس ہرات کی ایک ولایت ہے۔ یاقوت نے معجم البلدان میں بارغیس کی بجائے بازغیس لکھا ہے اور کہا ہے کہ اصل فارسی میں بارخیز تھا۔

مجبور تھے۔ امیر وطن واپس ہونے پر کسی طرح راضی نہ تھا۔ اس کے معز ز ندیموں میں رودکی تھا۔ لوگ اس کے پاس التجا لے کے پہنچے اور اس کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ امیر کو وطن لوٹنے پر راضی کر دے۔ رودکی تیار ہوگیا اور ایک قصیدہ لکھ کر امیر کے پاس پہنچا اور پردۂ عشاق میں اس قصیدے کو الاپنا شروع کیا۔ کہتے ہیں کہ اس کے اشعار کا اثر اتنا ہوا کہ امیر بغیر جوتا پہنے گھوڑے پر سوار ہوا اور بخارا کی طرف روانہ ہوگیا قصیدہ کا مطلع یہ ہے :

بوی جوی مولیاں آید ہمی
بوی یار مہرباں آید ہمی

اور حسب ذیل پانچ شعر چہار مقالہ میں منقول ہیں :

ریگ آموی و درشتی راہ او
زیر پایم پرنیاں آید ہمی
آب جیحون از نشاط روی دوست
خنگ مارا تا میاں آید ہمی
ای بخارا! شاد باش و دیر زی
میر زی تو شادماں آید ہمی
میر ماہست و بخارا آسماں
ماہ سوی آسماں آید ہمی
میر سرواست و بخارا بوستاں
سرو سوی بوستاں آید ہمی[۵]

---

۵ چہار مقالہ طبع محمد معین ص ۵۲ تا ۵۳۔

یہی واقعہ منہاج سراج کی طبقات[1] ناصری میں سلطان سنجر اور امیر معزی کی طرف منسوب ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ غزنویوں کی شکست کے بعد عراق اور آذربائجان سلطان سنجر کے قبضہ میں آئے اور سنجر پھر خراسان آیا۔ اس کی عادت تھی کہ گرمیوں میں بخارا رہتا اور سردیوں میں مرو شاہجہان میں۔ ایک سال ایسا اتفاق ہوا کہ مرو میں اس کا قیام بہت زیادہ ہوگیا اور گرمی بڑھ رہی تھی اور مقربین میں سے کسی شخص کو جرأت نہ ہوئی کہ سلطان سے واپسی کی التجا کرتا اور سارے رفقا بخارا واپس جانے کی آرزو رکھتے تھے۔ سب امیر معزی کی خدمت میں پہنچے اور اس سے درخواست کی کہ شہر بخارا کے محلوں اور باغوں کی تعریف سلطان کے کانوں تک پہنچائے۔ امیر معزی نے حسب ذیل قطعہ کہا اور جب سلطان صبوحی (صبح کی شراب) کے بعد محفل آراستہ کئے ہوئے تھا تو کمال الزماں[2] نے اس کو اپنے انداز میں ایسا پیش کیا کہ سلطان بغیر جوتا پہنے سوار ہو کر منزل مقصود کی طرف روانہ ہوا اور بخارا پہنچ ہی کر دم لیا۔ اس کے بعد وہی چھ شعر ادنیٰ تغیر کے ساتھ درج ہیں جو چہار مقالہ میں آئے ہیں۔

---

[1] طبقات طبع کابل ج ۱ ص ۲۵۹-۶۰۔

[2] کمال الزماں عہد سنجر کا مشہور موسیقی داں تھا انوری اس کا معاصر تھا اور اس نے اس کی مدح میں یہ اشعار لکھے ہیں:

هرگز گمان مبر که کمال الزمان بمرد — کو روح محض بود به جسم فنا پذیر
میلان که ساکنان فلک سیر گشته اند — از مطربی زهره برین چرخ گنده پیر
خواهش گمان به نزد کمال الزمان شدند — کو بود در زمانه دریں علم بی نظیر
گفتند زهره راز فلک دور کرده ایم — ای رشک جان زهره سامان او بگیر

رک: تعلیقات طبقات ناصری بقلم عبدالحی حبیبی ص ۳۳۰

لیکن اکثر تاریخوں میں یہ واقعہ نصر بن احمد اور رودکی کی طرف منسوب ہے۔ اس سلسلے میں حمد اللہ مستوفی صاحب تاریخ گزیدہ اور خوندمیر صاحب حبیب السیر قابلِ ذکر[5] ہیں۔ جامی نے بہارستان[6] میں اس حکایت کا ذکر کیا ہے اور اس اضافہ کے ساتھ بعض تاریخوں میں یہ حکایت سلطان سنجر اور امیر معزی کی طرف منسوب ہے۔

ڈاکٹر محمد معین نے تعلیقات[7] چہار مقالہ میں سنجر کی طرف اس حکایت کو غلط قرار دیا ہے اور عبدالحی حبیبی نے بھی اس کی تصدیق کی ہے۔ ان کے دلائل یہ ہیں:

۱۔ چہار مقالہ طبقاتِ ناصری سے ایک صدی مقدم ہے۔ اس بنا پر اس کا قول قابلِ ترجیح ہے۔

۱۔ نظامی عروضی سلطان سنجر اور معزی کا معاصر تھا۔ اگر یہ واقعہ ان سے متعلق ہوتا تو اس کے علم میں ضرور ہوتا۔ وہ خواہ مخواہ دو صدی پہلے کیوں مقدم کر دیتا۔

۱۔ مورخوں اور تذکرہ[8] نویسوں کی کثیر تعداد نے اس کو رودکی کے نام سے لکھا ہے۔

۱۔ معزی کے دیوان میں یہ قصیدہ شامل نہیں۔

۱۔ سنجر کا دار الخلافہ مرو تھا نہ کہ بخارا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ منہاج سراج کو اس بنا پر تشابہ ہوا کہ معزی نے اسی زمین میں رودکی کے جواب میں ایک قصیدہ لکھا تھا چنانچہ اس کا ذکر خود نظامی عروضی

---

۵ اس سلسلے میں دیکھیے چہار مقالہ تعلیقات ڈاکٹر معین ص ۱۵۹۔

۶ بہارستان طبع نول کشور ص ۸۶ - ۸۷ -

۷ ص ۱۶۰ تا ۱۶۲۔

۸ مثلاً دیکھیے طبقات ناصری [illegible] حبیبی ج ۲ ص ۳۲۹ -

نے کیا ہے وہ لکھتا ہے کہ فارسی کے لطیف گو اور شیریں سخن شعراء میں ایک امیر الشعراء معزی تھا۔ زین الملک ابو سعد ہندو[1] بن محمد بن ہندو الاصفہانی نے اس سے درخواست کی کہ رودکی کے قصیدے کا جواب لکھے اس نے عذر کیا۔ زین الملک نے اصرار کیا۔ اس نے چند ابیات لکھے۔ ان میں سے ایک بیت یہ ہے :

رستم از ما زندراں آید ہمی
زین ملک از اصفہاں آید ہمی[2]

عروضی مزید لکھتا ہے کہ ارباب سخن آسانی سے فیصلہ کر سکتے ہیں کہ ان دونوں کے اشعار میں کتنا تفاوت ہے۔

رودکی کے مطلع میں جوی مولیان کا ذکر آیا ہے۔ یہ بخارا میں ایک مقام تھا جو باغ اور سبزہ زار کے لیے بہت مشہور تھا۔ اس کا ذکر تاریخوں میں اکثر آیا ہے۔ چنانچہ ابوبکر محمد بن جعفر نوشخی نے یہ لکھا ہے کہ دراصل اس کا نام جوی موالیان تھا جو کثرتِ استعمال سے "جوی مولیان" ہو گیا۔ وہ حسب ذیل عنوان کے تحت لکھتا ہے:

ذکر جوی مولیان اور اس کی صفت

قدیم میں جوی مولیاں کے سبزہ زار ملک طغشادہ کی مِلک تھی اور اس نے اپنے بیٹوں اور دامادوں کو ایک ایک حصہ دے دیا تھا۔ امیر اسمٰعیل سامانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سبزہ زار کو حسن بن محمد بن طالوت سے جو مستعین بن معتصم

---

[1] وہ سلطان محمد بن ملک شاہ سلجوقی کے دیوان کا مستوفی تھا۔ دیکھیے تعلیقات چہار مقالہ ص ۱۵۶۔

[2] چہار مقالہ طبع محمد معین ص ۵۴۔

کا سرہنگ تھا خرید لیا اور وہاں محل بنوائے اور باغات لگائے اور بیشتر حصہ موالیان[1] پر وقف کر دیا اور اب بھی وہ وقف باقی ہے اور وہ ہمیشہ اپنے موالیوں کی وجہ سے اس سے بہت لگاؤ رکھتا تھا۔ ایک روز وہ قلعہ میں بیٹھا بخارا کی طرف نگاہ کر کے جوی مولیان کا نظارہ کر رہا تھا اور سیار الکبیر جو اس کے باپ کا مولا تھا اس کے سامنے تھا۔ امیر اس کو بہت چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے فرمایا کہ کاش ایسا ہوتا کہ خدای تعالیٰ کوئی صورت کرتا کہ میں یہ سبزہ زار تمھارے لیے خرید لیتا اور مجھ کو زندہ رکھتا کہ میں دیکھتا کہ سبزہ زار کے تم مالک ہو گئے اس لیے کہ یہ سبزہ زار بخارا کے تمام سبزہ زاروں سے زیادہ قیمتی، زیادہ اچھا اور آب و ہوا کے اعتبار سے زیادہ دلکش ہے۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اس نے سب خرید لیا اور اپنے غلاموں پر تقسیم کر دیا۔ اسی وجہ سے اس کا نام "جوی موالیاں" پڑا جو بعد میں عام لوگوں میں "جوی مولیاں" کہلایا۔

بعض لوگوں نے جوی مولیان سے دھوکا کھایا ہے اور اس کو وہ محض ایک نہر سمجھ بیٹھے ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے زیادہ پروفیسر آرمینیس ویمبرے پروفیسر پرتھ یونیورسٹی کا نام قابلِ ذکر ہے جس کی کتاب تاریخ بخارا کے اردو ترجمہ کے صفحہ ۸۶ پر (حاشیہ نمبر ایک) یہ باتیں درج ہیں۔

سامانیوں کے زمانہ میں اس شہر میں گیارہ بڑی بڑی نہریں تھیں جن کے نام حسب ذیل ہیں (۱) جوئے مولیان۔ بخارا کے بہترین حصہ سے گزرتی تھی۔ اس کے کناروں پر

---

[1] موالیاں جمع (فارسی) ہے موالی کی، اور موالی جمع (عربی) ہے مولی کی جو معنی کے لحاظ سے اجتماع ضدین ہے، یعنی اس کے معنی آقا و خداوند کے ساتھ بندہ اور غلام کے بھی ہیں۔ دیکھئے فرہنگ معین ج ۴ ص ۴۴۲۱۔

عالیشان محلات اور خوبصورت باغات تھے۔ شہر کے اس حصہ کو مولیان کہتے تھے کیونکہ یہ جگہ طاؤں کے نام وقف کر دی تھی۔"

یہ بیان تمام تر ناقص ہے اس لیے کہ تاریخوں میں اس کا ذکر جوی مولیان کے نام سے آیا ہے اور واضحاً یہ ایک مقام کا نام ہے۔ چنانچہ "تاریخ بخارا"[1] تالیف ابوبکر نرشخی میں کئی بار اس کا ذکر موجود ہے۔ اسی طرح زین الاخبار گردیزی میں بھی آیا ہے کہ جب ایلک اسپیجاب آیا تو ابوعلی نے ایلک کے نام خط لکھا ...... ایلک بخارا آیا اور جوی مولیان میں اترا۔ ربیع الاول کا مہینہ اور سنہ ۳۸۲ھ تاریخ تھی۔ چہار مقالہ میں ایک حکایت کے ذیل میں جوی مولیان کا ذکر اس طرح آیا ہے کہ اس کا کوئی خطہ ہونا واضح ہے، نہ کہ نہر، اور خود ذیل کے مصرع سے بھی اسی حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے:

بوی جوی مولیاں آید ہمی

ایک دوسری قراءت "باد جوی مولیاں آید ہمی" کی بھی ہے۔ باد ہو یا بو ہو اس کی نسبت نہر کی طرف نہیں ہو سکتی۔ جوی مولیاں جو اپنے باغات اور سبزہ زار کے لیے ضرب المثل تھا اس کی طرف باد و بو منسوب ہو سکتی ہے۔

رودکی کا قصیدہ بہت مشہور اور مقبول ہوا چنانچہ بعض فارسی شاعروں نے اس کے تتبع[2] میں نظمیں لکھی ہیں۔ ان میں سے سب سے مشہور نظم مولانا روم کی ہے اس کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

اس نظم کے چند اشعار حسب ذیل ہیں:

---

[1] دیکھیے تاریخ بخارا طبع مدرس رضوی تہران ۱۳۱۷ ص ۳۳ بعد

[2] دیکھیے تعلیقات چہار مقالہ از ڈاکٹر محمد معین ص ۱۵۷ تا ۱۶۰

بوی باغ و گلستاں آید ہمی
"بوی یارِ مہرباں آید ہمی"
از نثارِ گوہر یارم مرا
آب دریا "تا میاں آید ہمی"
با خیال گلستانش ، خار زار
نرم تر از پرنیاں آید ہمی
از درو دیوار ہای کوی دوست
عاشقاں را بوی جاں آید ہمی
ہر کہ میرد پیش روی نقشۂ دوست
نا بردہ در جناں آید ہمی
نغز رویاں سوی زشتاں کی روند؟
بلبل اندر گلستاں آید ہمی

ہندوستان کی نسبت سے یہ واقعہ قابل ذکر ہے کہ مولانا شبلی نعمانی نے بھی ایک قطعہ اس زمین میں لکھا ہے[1]:

ہمچناں باشیم گرم گفتگو
قاصد از در ناگہاں آید ہمی
افگند شور مبارکباد و پس
ایں حدیثش بر زباں آید ہمی
آسماں جاہ از سوی ملک دکن
جانبِ ہندوستاں آید ہمی

---

[1] شعر العجم حصہ اول ص ۲۸ -

رودکی کے اس قصیدے کی شہرت ہی تھی کہ اس کی صدائے بازگشت حافظ کی ایک غزل میں اس طرح ملتی ہے :

خیز تا خاطر بآں ترک سمرقندی دہیم
کز نسیمش بوی جوی مولیاں آید ہمی[1]

امید ہے کہ اس گذارش سے جوی مولیاں اور اس کی اصل حقیقت اور قصیدۂ رودکی کے بارے میں صحیح اطلاع حاصل ہوسکے گی ۔

---

[1] دیوان حافظ چاپ نذیر احمد و نائینی

دعائے صحت

آج کل حضرت قبلہ مفتی عتیق الرحمن صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ بہت کافی علیل ہیں۔ ان کی علالت تو حضرت قبلہ مفتی صاحبؒ کی زندگی کے دوران ہوچکی تھی لیکن حضرت مفتی صاحب کی وفات کے بعد معذوری اضطراب اور دماغی حالت زیادہ پریشان کن ہوتی جارہی ہے

قارئین اور اپنے بزرگوں سے اپنی والدۂ محترمہ کی صحت یابی اور سکون کے لیے دعا کی درخواست کرتا ہوں ۔

خادم
صاحبزادہ حضرت مفتی عتیق الرحمن عثمانیؒ
عمید الرحمن عثمانی